ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

کلامِ آتش کا تلمیحاتی نظام

ALLEGORIES STYLE OF THE KALAM AATISH

***صائمہ اسلم**

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

****پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون قادر**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:

The art of using Talmihat in Urdu literature is very deep, colorful, and diverse. This art is one in which the poet in his words uses historical events, legendary stories, a person or personality, a famous event, a scientific problem, literature or the climate of a specific region, myth or mythological and personal life, situations, and events. A coherent and systematic series of allusions can be found in the poetry of Lucknow's representative poet Aatish. The prophet that Aatash has used the most is Hazrat Yusuf (peace be upon him). The stories of Hazrat Adam, Hazrat Ibrahim, Hazrat Sulaiman, with the stories of Hazrat Esa, Hazrat Musa, Hazrat Ayub, Hazrat Noah, Hazrat Ishmael, Hazrat Maryam, among other Quranic references are Abu Lahab, Gabriel, Israfeel, Azrael, religious allusions such as the incident of Karbala, the bravery of Hazrat Ali, religious festivals, Eid, Shab-e-Barat, Ramadan, Eid Ghadeer, Holi, mosque, temple, church, Imam Mahdi, Imam Hussain, Sheikh and Brahmin, Rawan, Rama etc. are also mentioned in the poetry of Aatash. The allusions of Shireen Farhad, Laila Majnu, Kasra Faridun, Hazrat Khizr, Sikandar, Jamshed, Mansoor, and Ibrahim Adham have all been used by Aatash with great skill and beauty in his poetry, which makes him a master poet having command on language and art of poetry.

Keywords: *Talmihat, legendary stories, mythological, Aatish, religious festivals*

اُردو ادب میں تلمیحات کا باب خاصہ عمیق، رنگارنگ اور متنوع ہے۔ قدرت کائنات میں موجود تمام موجودات انسانی سے تعلق رکھنے والی ہر شے جس کا تعلق کسی قصے، واقعات، مشہور فرضی یا تخیلاتی کہانی، دیومالائی تصورات اور مختلف قوموں کی تہذیب و ثقافت کی تمام جلوہ سامانیاں تلمیح کے ضمن میں آتی ہیں۔ تلمیح ادب میں اظہار کا وہ ذریعہ ہے جس سے کوئی ادیب اپنے فن پارے کو گہرائی و گیرائی عطا کرتا ہے۔ یہ کم سے کم الفاظ میں زیادہ مطالب کی ادائیگی ہے گویا اظہارِ خیال کا ایسا ذریعہ جو طویل واقعات کو ایجاز واختصار سے ادا کرتا ہے رمز و ایما کسی فن پارے کا حسن ہوتے ہیں اور تلمیح سے اس میں ایمائیت پیدا ہوتی ہے دوسری طرف ان اشاروں و کنایوں سے بات کو مختصراً بیان کرنے کا مقصد فن میں بلاغت پیدا کرنا ہے۔

صنائع لفظی میں تلمیح کو بہت اہم مقام دیا جاتا ہے۔ سید عابد علی عابد اپنی تصنیف "البیان" میں تلمیح کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "تراکیب کے علاوہ ایک چیز جو افہام و تفہیم میں معاون ہوتی ہے تلمیح کا استعمال ہے ایک لفظ میں یا ایک ترکیب میں کوئی تاریخی یا جغرافیائی یا ثقافتی و معاشرتی داستان پوشیدہ ہوتی ہے جس کے سر رشتے دور دور تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔"(1)

نجم الغنی بحر الفصاحت میں تلمیح کے بارے اس طرح لکھتے ہیں:

> "یہ صفت اس طرح ہے کہ شاعر اپنے کلام میں کسی مسئلہ مشہورہ یا کسی قصے یا مثل شائع یا اصطلاح نجوم وغیرہ کسی ایسی بات کی طرف اشارہ کرے جس کے بغیر معلوم ہوئے اور بے سمجھے اس کلام کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہ آئے۔"(2)

تلمیح برس ہا برس سے اردو ادب کے دامن سے لپٹی ہوئی ہے جس کی ابتدا و آفرینش کا تعلق وجود کائنات سے ہے اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہوتا ہے جس کی وضاحت عطاالرحمان صدیقی ندوی اپنی کتاب "اردو شاعری میں اسلامی تلمیحات" میں اس انداز سے کرتے ہیں:

> "تلمیح کا آغاز دراصل حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہی ہوتا ہے جب ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمہ ہوا اور ابلیس کو سجدے کا حکم ملا جس سے انکار پر فرشتوں نے سجدہ کیا۔۔۔۔۔ تلمیح کا تعلق اشارے سے ہے اس لیے اس کی تخلیق کو ابتدائے آفرینش سے ہی

جوڑا جاتا ہے کیونکہ مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے سب سے پہلے حضرت انسان نے اشاروں سے ہی کام نکالا تھا۔"(3)

اُردو ادب کے ادیبوں نے مختلف انداز میں تلمیحات کو ادب کا حصہ بنایا ہے اور فن پاروں میں معانی کے نئے نئے جہاں آباد کئے ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی بھی تلمیحات کے آغاز کے بارے اپنی تصنیف "اردو ادب میں تلمیحات" میں لکھتے ہیں:

"تلمیح علم بدیع کی نہایت اہم صفت ہے اس کی قدامت اس طرح مسلم الثبوت ہے جیسا کہ تمدن و معاشرت کی تاریخ، ابتدائے آفرینش سے اس صنعت کا گہر الگاؤ انسانی تمدن سے رہا ہے ۔ ارتقا کی ہر منزل میں اس کے نقوش پائے جاتے ہیں۔ دنیا میں موجود جن قوموں نے ان الفاظ کا استعمال نہیں کیا جس کی وجہ الفاظ نہ ہونا تھی وہ اپنے خیالات واحساسات کے اظہار ہاتھ اور پاؤں کے اشاروں سے کرتے تھے، اپنے دل کی حالت کا بیان بھی اسی ٹوٹے پھوٹے انداز میں کرتے تھے پھر تصویروں کے ذریعے اظہارات ہونے لگے، رفتہ رفتہ حرفوں نے جنم لیا جن کے استعمال سے خاص خیال یا کام کی جانب اشارے ہونے لگے، ہر شخص ان رمز و اعما کو سمجھنے لگا اور یوں زبان کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ادب کی تشکیل ہوئی ، پھر ان اشاروں کی جگہ تلمیحات سے خیالات کا خوبصورت اظہار ہونے لگا ایک لفظ نے وہی توضیح کی جو ان اشاروں اور تصویروں سے ادا ہو سکتی تھی۔(4)

تلمیح سے الفاظ میں زور اور قوت پیدا ہوتی ہے اور اس زور اور قوت کو برتنے کے لیے قادر الکلامی کی ضرورت ہوتی ہے، یہ صنعت ایسی ہے جس کے تحت شاعر اپنے کلام میں تاریخی واقعات افسانوی قصے یا کسی مشہور واقعے کے فرد، علمی مسئلے، ادب پارے یا کسی مخصوص خطے کی آب وہوا، دیومالا یا اساطیری اور ذاتی زندگی حالات وواقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے بظاہر یہ اشارہ ہے مگر اپنے اندر بھرپور معنویت سموئے ہوئے ہے، اشارہ تلمیح کا ایک جز ہے اس کے پاس مواد یا موضوعات تو نہیں ہوتے مگر وہ نشان دہی کرتا ہے اور تلمیح اُسے اس درجے پر لے جاتی ہے کہ کسی امر کی ترسیل کرنی ہے۔ یعنی اشارہ محض وسیلہ ہے لیکن ایسا وسیلہ جس کے بغیر تلمیح مکمل نہیں ہو سکتی۔ کسی بھی تلمیح میں اشارہ ہونا ضروری ہے یہ تلمیح میں پہلا درجہ ہے جب کہ تلمیح ہمہ جہت ہے اور تلازمات سے بھرپور ہوتی ہے، یہ شاعری میں باضابطہ فن کے درجے پر متمکن ہو جاتی ہے جس کے ذریعے شاعر اپنے کلام میں معنوی وسعت پیدا کرتا ہے یہ نہ صرف شاعر کے لیے تشفی کا باعث ہے بلکہ قاری کو بھی محضوظ کرتی ہے۔

اُردو زبان کا خمیر مختلف زبانوں، بولیوں، مختلف مذاہب، مختلف قوموں اور تہذیب وثقافت سے مل کر بنتا ہے، اس کی لفظی ساخت اور بناوٹ میں تمام عناصر جزوی یا کلی طور پر شامل ہیں وہیں ان کے مصنوعات میں بھی تمام عناصر سے عطر کشید کیا گیا ہے۔ اردو زبان کی ترویج وترقی میں دیگر زبانیں اور مختلف تہذیب وثقافت شامل ہیں جس سے اردو ادب کا تلمیحاتی نظام بہت وسیع ہے۔ تلمیحات کے باب میں جن زبانوں اور تہذیبوں کے اثرات نمایاں ہیں ان میں ترکی، عربی، ایرانی اور دیگر اسلامی وغیر اسلامی تہذیب وثقافت شامل ہیں۔ ماہر لسانیات پروفیسر وحید الدین سلیم اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"اُردو زبان کے بنانے میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے ادب میں صرف اسلامی ادبیات کے آثار موجود ہیں ہندو قوم کے ادبیات کوئی نشان نہ ہماری نثر میں ہے نہ نظم میں۔"(5)

اردو ادب کی تاریخ میں عہد لکھنو اور دہلی میں تلمیح کو کلام کی جان کی حیثیت حاصل تھی اس عہد کے شعرا کے کلام میں تلمیحات کے لاتعداد خزانے موجود تھے۔ شاعرانہ کمال یہ تھا کہ بہت بڑے بڑے مسئلوں کی تشریح جو فلسفی اور حکیم سینکڑوں صفحات میں نہیں کر سکتے تھے ان پر شاعر چند نقطوں کے استعمال سے ایسے مضمون باندھتے کہ انتہائی حسن وخوبی سے مسئلے کو سلجھا دیتے۔ لکھنو کے نمائندہ شاعر آتش کے کلام میں تلمیحات کا ایک مربوط اور منظم سلسلہ ملتا ہے۔

ان کے ہاں بنیادی اور کلیدی تلمیحات ان کی قادر الکلامی کا بین الثبوت ہیں۔ اصطلاحات علمی، اہم تلمیحات جن میں مذہبی، قرآنی، تہذیبی اور اساطیری حوالے ملتے ہیں آتش ایسا باصلاحیت شاعر ہے جو تلمیحی لفظوں اور اشاروں کو برتنے کا فن خوب جانتے ہیں۔ ان کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ انہوں

نے اردو زبان و ادب میں بالخصوص تلمیحی الفاظ کو وسعت عطا کی۔ذیل میں ان کے کلام میں موجود تلمیحاتی نظام کو اختصار سے بیان کیا جارہاہے۔حضرت آدم علیہ السلام ابوبشر سے متعلق تلمیحات کلامِ آتش میں وسیع معانی موجود ہیں۔حضرت آدمؑ کو اللہ نے تخلیق کیا اور فرشتوں پر برتری عطا فرمائی اور وہ علم دیا جو فرشتوں کو بھی عطا نہ ہوا تھا اور اسی علم کی بنا پر فرشتوں سے آدم کو سجدہ بھی کروادیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور آدم کا کھلا دشمن بن گیا۔ابلیس کے ورغلانے پر آدم نے شجرِ ممنوعہ کا میوہ کھایا اور اس خطا کی سزا جنت سے نکالے جانے کی صورت میں پائی کلام آتش میں آدم اور ابلیس کا ذکر تقریبا ساتھ ساتھ آیا ہے ان کی تلمیحات مقام آدم کو بھی واضح کرتی ہیں اور ابلیس کے کردار کو بھی کھول کر سامنے لاتی ہے۔

؎ غافل نہ مثلِ برق ہو شادی سے خندہ زن
بارانِ غم سے ہے گلِ آدم خمیر کی

؎ نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدے سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم نہ تھی

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں جو اللہ کی راہ پر چلے تو توحید کی تبلیغ کے جرم میں نمرود نے ان کے لیے آگ تیار کی اور جب انہیں اس آگ میں ڈالا گیا تو اللہ کے حکم سے وہ آگ گلزار بن گئی۔

؎ مہرباں ہو دوست ، کچھ دشمن کا چل سکتا نہیں
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو

؎ باغ و بہار آتشِ نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کیا

اس قطعے کے بارے یوں لکھتے ہیں:

”آتش پرستی ایران کا قدیم مذہب تھا شریعت زرتشتی کی رو سے سورج کی روشنی آتش مقدس پر نہیں پڑنا چاہیے اس لیے آتش کدہ کے نام سے ایسی عمارتیں بنائی گئی تھیں جن کے وسط میں ایک کمرہ بالکل تاریک ہوتا تھا اور اس کمرے میں آگ کے تین آتش دان رکھے جاتے تھے ان آتش کدوں میں پانچ وقت کی مقررہ ساعتوں کے علاوہ تمام مذہبی فرائض کو عمل میں لایا جاتا تھا۔۔۔ایران میں جب اسلام پہنچا تو وہاں کے قدیم بادشاہوں کے ساتھ یہ آتشکدے ٹھنڈے ہو گئے۔“(6)

کلامِ آتش میں انبیاء کرام میں سب سے زیادہ جس نبی کی تلمیحات کو جگہ دی گئی ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔قرآن میں ان کے قصے کو احسن القصص قرار دیا گیا ہے آتش نے آپ کو کنویں میں پھینکنے سے لے کر بازارِ مصر میں ارزاں قیمت فروخت ہونے بھائیوں کے مکر و فریب کو بھی موضوع بنایا اور ان کے حسن و جمال کو بھی بہت عمدگی سے کلام میں شامل کیا ہے کہیں اپنے محبوب کے حسن سے موازنہ بھی کیا ہے۔اکثر یوسف علیہ السلام کے ساتھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

انہوں نے حضرت زلیخا کا تذکرہ بھی عمدگی سے کیا۔ آتش کے الفاظ ان تلمیحات کو بہت موثر انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ حضرت یوسفؑ کو محبت کا استعارہ بناتے ہیں تو کہیں حسن و جمال کی بہترین علامت میں ڈھالتے نظر آتے ہیں۔

ے کیا سمجھ کر اسے اخواں نے کنویں میں پھینکا

خوب صورت نہیں یوسف سا برادر ملتا

حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال کا مرقع تھے لیکن آتش اپنے محبوب کو یوسف سے حسن میں برتر بھی قرار دیتے ہیں۔ مسلمات کی نفی کا رویہ ان کے اس انداشزسے بہت خوبصورتی سے عیاں ہے جہاں وہ محبوب کے حسن کو یوسف کے حسن سے برتر قرار دینے کے لیے یوں گویا ہوتے ہیں۔

ے انصاف کی ترازو میں تولا عیاں ہوا

یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گراں ہوا

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اکثر مقامات پر حضرت یعقوب اور زلیخا کی تلمیحات ملتی ہیں۔

ے نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامنِ یوسف

اسی کا پردہ عصمت دریدہ ہونا تھا

ے فراق یار میں رو رو کے آنکھوں کو میں کھو دوں گا

میں ہوں یعقوب کا ہم چشم وہ یوسف کا ثانی ہے

حضرت سلیمان کے حوالے سے کلام آتش میں جو تلمیحات ملتی ہیں وہ حضرت "بلقیس"، "ہدہد"، "نگینِ سلیمان" یا "خاتمِ سلیمان"، "مکتوبِ سلیماں"، "مرغِ سلیماں"، "تختِ سلیماں" سے متعلق ہیں۔ حضرت سلیمان اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ اللہ نے انہیں بادشاہت عطا کی تھی۔ ان کی حکمرانی چرند پرند پر بھی تھی۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسمِ اعظم کندہ تھا۔ جس کی بدولت وہ جنات اور دوسری مخلوقات پر پر حکمرانی کرتے تھے۔ اس مہر کو ایک جن نے چرا لیا اور ۴۰ دن تک ان کی سلطنت پر قابض رہا۔ بالآخر اللہ کے حکم سے آپ کو یہ انگوٹھی اور سلطنت واپس مل گئی۔ آتش نے حضرت بلقیس کی خبر لانے کے واقعے کو بھی بہت موثر انداز سے پیش کیا ہے۔ ان کے ہاں تلمیح سلماں منفرد انداز سے اجاگر ہوتی ہے۔

ے عاشق اس غیرت بلقیس کا ہوں اے آتش

بام تک جس کے کبھی مرغِ سلماں نہ گیا

ے ہوا سے اڑ کے پہنچا اس پری پیکر کے کوچے میں

وہ مجنوں ہوں جسے تختِ سلیماں ناتوانی ہے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ے چاہتا ہوں اس پری پیکر سے دست آویز وصل

عہد نامے پر مگر مہر سلیماں چاہیے

آتش نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کے معجزات کو بطور تلمیح کے برتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ کوڑیوں اور بیماروں کو بھی پھونک مار کر شفا عطا کرتے تھے۔ یہودیوں نے انہیں بہت تکلیفیں پہنچائی۔ آخر آپ کو سولی پر چڑھا دیا لیکن اللہ نے انہیں زندہ اوپر اٹھا لیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ماجدہ مریم کا ذکر بھی اکثر ان کے ساتھ ہی آیا ہے وہ ایک عبادت گزار خاتون تھیں۔ جب بغیر باپ کے حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو انہوں نے پیدا ہونے کے زمانے میں ہی لوگوں سے حکمت و دانائی کی باتیں کی تھیں آتش نے عیسیٰؑ اور مریمؑ کی تلمیح کو مختلف زاویوں سے برتا ہے۔ اور کہیں حضرت عیسیٰؑ ان کی شاعری میں محبوب کی علامت بن جاتے ہیں۔ مثلاً

ے مسیحا سے ہمارے عیسیٰؑ مریم کو کیا نسبت

شفا ہوتی ہے کس کے آستاں کی خاک سے پیدا

ے مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا

روٹھ کر عیسیٰؑ سے ہوتا ہوں میں بیمار جدا

حضرت عیسیٰؑ نے گہوارے میں ہی حضرت مریم کی عفت کی گواہی دی ہے۔ آتش نے اس واقعے کو بھی کلام میں متعدد جگہ برتا ہے۔

ے حیائے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھ

مسیحا سا ہے شاہد پاک دامائی مریم کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے ان پر توریت نازل ہوئی تھی۔ فرعون خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بنی اسرائیل کے بچوں کو مروا دیتا تھا اس دور کے نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی کہ فرعون کو مارنے والا بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ اللہ کی قدرت کہ حضرت موسیٰؑ کو پیدائش کے بعد فرعون کے محل میں پرورش کے لیے رکھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک لاٹھی تھی جو جب وہ زمین پر ڈالتے اژدھا بن جاتی تھی اور دوسرا ''یدِ بیضا'' جب وہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالتے تو وہ روشن ہوتا تھا۔ ان کا لقب اللہ سے باتیں کرنے کی وجہ سے کلیم اللہ تھا۔ وہ کوہِ طور پر جا کر اللہ سے دیدار کی درخواست کرتے تھے۔ جس کے جواب میں ''لن ترانی'' کہا گیا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے لیکن حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر ایک بجلی نمودار ہوئی تو وہ بے ہوش ہو کر گر گئے اور طور کا پہاڑ جل کر راکھ بن گیا فرعون سے تنگ آکر حضرت موسیٰؑ اپنے ساتھیوں کو لے کر مصر کی طرف نکل گئے راستے میں فرعون کی فوج نے انہیں آلیا دریائے نیل پر پہنچ کر حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا دریا پر مارا تو اس میں پار جانے کا راستہ بن گیا جس پر حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی پار اتر گئے فرعون جب اس رستے پر چلا تو دریا میں غرق ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم پر اللہ کی طرف سے من و سلویٰ بھی اتارا گیا۔ سامری جادوگر بھی اسی دور میں تھا اور قارون کا خزانہ بھی حضرت موسیٰؑ کے دور میں زمین میں دھنسا دیا گیا حضرت موسیٰؑ کی تلمیحات کو کلامِ آتش میں منظم انداز میں برتا گیا ہے جس کے ساتھ من و سلویٰ اور سامری کی تلمیحات بھی ملتی ہیں۔

ے شرط ہے رتبہ مردان خدا کا انصاف

ڈوبا فرعون وہیں موسیٰ وہیں پایاب اُترا

ے تعاقب کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسیٰ کے حامی کا

ے گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پر دے سے سنایا چاہیے

آتش کی قادر الکلامی ان کی تلمیحات سے عیاں ہے موسیٰؑ کی تلمیحات مختلف زاویوں سے سامنے آتی ہیں۔ کہیں یدِ بیضا، کہیں کلیمی کا وصف، کہیں سامری تو کہیں من و سلویٰ کہیں قارون کے خزانے کو زمین میں دھنسانے کا واقعہ بہت اختصار سے بیان ہوا ہے۔ فرعون سامری اور قارون جیسی استبدادی قوتوں کا بیان بہت سہولت سے کیا گیا ہے۔ ان کے کلام کی روانی کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کے سرمائے میں بھی گراں قدر اضافے ہوئے ہیں۔

ے زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

ے نرگس جادو کو اس گل کو دکھایا جائے
سامری کافر کو گوسالہ بنایا جائے

ے چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

ے ہم کو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی ان سے ہو سائل ہوں جو دیدار کے

ے موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رودِ نیل کا

آتش کے ہاں قرآنی تلمیحات نہایت مکمل اور دلنشیں رنگ سے آئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے استقلال اور ایمان کے ساتھ فرعون اور قارون کی منفی طاقتوں کو متفرق اشعار میں سمویا ہے۔ ابولہب کا کردار بھی ایک منفی کردار ہے جسے آتش نے موثر انداز کے شعر کا جامہ پہنایا ہے۔

؎ خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز

ابولہب سے ہے قدر ابو تراب بلند

حضرت ایوبؑ، حضرت نوحؑ، حضرت اسماعیلؑ کی تلمیحات بھی کلام آتش کے حسن میں اضافہ کرتی ہیں۔ نوح علیہ السلام کو آدم ثانی اور ابوالبشر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو حق کی دعوت دی لیکن نافرمان قوم نے ان کے پیغام کو نہ مانا بلکہ انہیں تکلیفیں پہنچائی اللہ کی طرف سے ان پر عذاب ہوا حضرت نوحؑ نے اللہ کے حکم سے ایک کشتی بنائی تھی جو چھ مہینے سے زیادہ عرصہ چلتی رہی اور بالآخر پہاڑ جودی پر جا کر رکی۔ اس کشتی والوں کے علاوہ تمام دنیا ہلاک ہوگئی۔ حکمِ الٰہی سے اس طوفان کے تھمنے کے بعد دنیا دوبارہ آباد ہوئی۔

؎ گردشِ دوراں سے مردانِ خدا بے باک ہیں

نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں

؎ یار اتریں خاک بحر محبت کی کشتیاں

طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

حضرت نوح کی تلمیح آتش کے کلام میں بہت موثر انداز سے برتی گئی ہے۔ حضرت اسماعیل اور ایوب کے حوالے سے درج ذیل اشعار ملاحظہ کریں۔

؎ مبدل صبر بے تابی سے ہو جائے

اگر دیکھیں تیری ایوب صورت

؎ جلوہ قربانیاں عشق کس دن واں نہیں

روز اس یوسف کے کُو میں عہد اسماعیل ہے

قرآنی تلمیحات کے ضمن میں فرشتوں کی تلمیحات بھی کلام آتش میں مستعمل ہیں۔ جبریلؑ، اسرافیلؑ، عزرائیلؑ، اللہ کے مقرب فرشتے ہیں۔ ان کے کلام میں یہ فرشتے موثر شعری کردار کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

؎ لے جائے خطِ شوق کبوتر غریب کا

واں جس جگہ مقام نہیں جبریل کا

؎ آفت جاں سامنا اس کا ہے انساں کے لیے
خوب صورت جس کو کہتے ہیں وہ عزرائیلؑ ہے

؎ منتظر ہے چشم روز وعدہ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صورِ اسرافیل ہے

کلامِ آتش میں قرآنی تلمیحات کے ساتھ مذہبی تلمیحات بھی ملتی ہیں۔ اسلام کے حوالے سے خصوصی اور دوسرے مذاہب کے حوالے سے عمومی تلمیحات ملتی ہیں۔ مذہبی تہواروں عہد، شب برات، رمضان، عید غدیر ہولی، تسبیح زنار، کعبہ، کلیسا، منبر، مسجد، مندر، بت کدہ، امام مہدی، دارا، امام حسین، شیخ وبرہمن، راون، رام، کربلا، نوروز اور اکبر وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

؎ عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل میں سمجھ
پاؤں پر آکے میرے حاجب زنداں لُوٹا

؎ فریب حسن سے گبرو مسلماں کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

؎ نہ گور سکندر ہے نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

؎ جیسا کہ شادماں ہوں میں روزِ وصال میں
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی

؎ اک تختہ ہفت کشورِ دہلی کا ہے ہمارے
نو آسماں میں اپنے اکبر کے نور تن میں

شعر آتش میں نواسہ رسول حضرت حسین ابن زیاد حسن کے ساتھ یزید کی تلمیح بھی آئی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

ے دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابنِ زیاد سے

حسن حسین کے ساتھ یزید کی تلمیح جبر واستبداد کے استعارے کے طور پر سامنے آتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بہادری اور شجاعت میں یکتا تھے۔ وہ دلیری اور بہادری کا کنایہ ہے۔ ان کی بہادری کو انہوں نے مختلف تلمیحات میں برتا ہے۔ جو مسلمانوں کے لیے قوت اور حرکت کا استعارہ ہیں۔

ے دستِ علی کی ضرب کا جنبش میں ہے اثر
ان ابروؤں میں معجزہ ہے ذوالفقار کا

ے قرب حق حاصل ہے اس کو مرد عارف ہے وہی
یا علی پیرو جو تجھ سے پیشوا کا ہو گیا

کلامِ آتش میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلمیح بہادری اور شجاعت کی علامت ہے۔ خضر اور سکندر ادبی روایات میں بہت زیادہ مستعمل ہیں۔

کلامِ آتش میں خضر اور سکندر سے تلاش وجستجو کے قصے منسوب ہیں۔ حضرت خضر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آبِ حیات پی کر دائمی زندگی حاصل کرلی ہے وہ راہنما کے طور پر بھی جانے جاتے ہیں۔ خضر کو مبارک تصور کہا جاتا ہے۔ سکندر ایک مشہور بادشاہ ہے۔ جس نے آئینہ ایجاد کیا تھا یہ آئینہ لوہے کا بنا ہوا تھا۔ سکندر کے ساتھ جمشید کی تلمیح بھی ملتی ہے۔ جمشید بادشاہ کا اور اس کے جام کی تلمیح کو بھی کمال فن سے برتا ہے۔

ے نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ
سکندر تشنہ رہ جاوے پیئے خضر آب حیواں کو

ے عمرِ خضر سے اس کی زیادہ ہو زندگی
دھوون پیئے جو یار کی زلفِ دراز کا

ے جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ تجھ کو دکھاتا جو سکندر ہوتا

شیریں فرہاد، لیلی مجنوں، کسریٰ فریدوں، خسرو شیریں، رستم، ابراہیم ادھم، جالینوس، منصور، ہلاکو خان، راون، بہزاد، محمود و ایاز، مانی کی تلمیحات کو شعری روایت میں بہت زیادہ برتا گیا ہے۔ کلام آتش میں بھی یہ تلمیحات برتی گئی ہیں۔ مگر ان کی انفرادیت نے ان تلمیحات میں نئی روح پھونک دی ہے۔ شعر آتش میں تلمیحیں کہیں امید افزا ہیں تو کہیں رنج و غم میں ڈھل جاتی ہیں۔ لیلیٰ مجنوں کی تلمیحات، بہت جاندار اور معنی خیز ہیں۔ عام طور پر یہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

حسن وعشق کی علامتیں ہیں۔ جو کلامِ آتش میں نئی زندگی پاتی ہیں۔ اس طرح شیریں فرہاد بھی حسن وعشق کے حوالے سے اہم ہیں۔ درج ذیل اشعار میں ان تلمیحات کو بھرپور انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ے حالِ مجنوں تو نہیں نوع دگر دیکھا کچھ؟
ساریاں آج ہے کیوں چہرہ لیلیٰ اترا

ے آتش عشق نے راون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اس دیو کا گھر پانی میں

ڈاکٹر مصاحب علی اس قصے کے بارے لکھتے ہیں:

"قصہ یہ ہے رام سورج بنسی راجہ دسترت کے فرزند تھے وہ اپنی سوتیلی ماں کے مکر کے سبب جنگل بھیجے گئے وہ اپنی بیوی سمیت بیاباں میں چلے گئے وہاں سے سنگل دیپ کا راجہ راون ان کی زوجہ کو اپنے قلمرو میں اٹھالے گیا رام نے بہت سی فوج کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور سمندر کا پل باندھ کر سنگل دیپ کو فتح کر لیا اور راون کو مار کر اپنی بیوی پھیر لی راون کو راکشش اور دیو مانتے ہیں۔"(7)

ے دار فنا سے اٹھ گئے کیا کیا نہ تاج دار
کسریٰ نہ طاق میں نہ فریدوں محل میں ہے

ے تمہیں دیکھے تو مجنوں سے سوا لیلیٰ ہو دیوانی
تمہاری دل فریبی چھین لے خسرو سے شیریں کو

ے فرہاد سر پھوڑ کے شیشے سے مر گیا
شیریں نے ناپسند مگر بے ستوں کیا

ے کھینچے اس غزال کی صورت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

چوکڑی بھولتی ہے مانی کی

منصور کا کردار حق گوئی کی علامت ہے اس تلمیح کو آتش نے استعمال کیا ہے۔ منصور ایک فقیر کامل تھا جو اپنے باپ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ اس کا اصل نام حسین بن منصور تھا اس درویش نے حالتِ جذب میں انا الحق کا نعرہ لگا دیا۔ یعنی میں خدا ہوں جس کی وجہ سے اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا اس واقعے کو آتش نے بہت خوبصورتی سے قالب شعر میں ڈھالا ہے۔ ہلاکو خاں ایک ظالم بادشاہ تھا شعری روایت میں اسے ظلم کے استعارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ے دل کا گاہک وہ ہلاکو ہے خدا خیر کرے

بد بلا حاکم ظالم کی خریداری ہے

ابراہیم ادھم ایک مشہور ولی بزرگ تھے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی ابراہیم ادھم فقر و غنا کا خوبصورت استعارہ ہے کلام آتش کی شعری مثال ملاحظہ کریں۔

ے ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر

گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادھم کا

درج بالا شعری مطالعات سے آتش کی قادر الکلامی سامنے آتی ہے۔ بلاغت معنی تلمیح کا بنیادی رنگ ہے جو کلام آتش کا خاصہ ہے تلمیحات کو جس خوبی سے آتش نے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے یہ ان کی خوش سلیقگی کا بین ثبوت ہے ان کے کلام میں یہ تلمیحات زندہ اور مستحکم شعری نقوش ثابت ہوتی ہیں۔

تلمیح تشکیل شعر میں تزئین و آرائش کا عمل ہے جس سے شعر کی خوبصورتی میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ معنی خیز اشارے کلام آتش میں بلاغت کی روح پھونکتے ہیں کہ شعری تاثیر کمال کے درجے پہ پہنچ جاتی ہے ان کے کلام میں تلمیحات کے استعمال سے نکھرا ہوا جاندار روشاندار کلام ابھر کر سامنے آتا ہے آتش کی تلمیحات ان کے فکری نظام سے ہم آہنگ دکھائی دیتی ہیں ان کے تلمیحاتی نظام میں منفرد معانی کا جہاں آباد ہے جس میں نو بہ نو صورتیں جلوہ افروز ہوتی ہیں۔ بلاشبہ یہ کہنے میں باک نہیں کہ کلامِ آتش میں تلمیح بے حد دل پذیر اور آرائش و زیبائش کے ساتھ ساتھ قاری کو منفرد اور نئے مفاہیم و مطالب سے روشناس کرواتی ہے اور قاری کلامِ آتش کی اساطیری فضا میں یوں ڈوبتا چلا جاتا ہے کہ گویا تمام ساکت اشیاء مجرد سے مجسم کی صورت اختیار کرتی دکھائی دیتی ہیں یہ تمام پہلو آتش کے کمالِ شعری و ماہر لسان ہونے کی قوی دلیل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سید عابد علی عابد، البیان، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳، ص: ۱۱

۲۔ نجم الغنی رام پوری، بحر الفصاحت، مرتب: سید قدرت نقوی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۷، ص: ۳۱۱

۳۔ عطاالرحمان صدیقی، ندوی، اردو شاعری میں اسلامی تلمیحات، لکھنو: کاکوری آفسٹ پریس لکھنو، ۲۰۰۴، ص: ۱۶۵

۴۔ مصاحب علی صدیقی، اردو ادب میں تلمیحات، لکھنو: نظامی پریس، ۱۹۹۰، ص: ۳۷

۵۔ وحید الدین سلیم، ڈاکٹر، افاداتِ سلیم، لاہور: مبارک علی تاجر کتب، س ن، ص: ۱۸۱

۶۔ محمود نیازی، تلمیحات، لکھنو: نسیم بکڈپو، ۱۹۶۴ء، ص: ۲۱

۷۔ مصاحب علی صدیقی، اردو ادب میں تلمیحات، ص: ۳۷۱